رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۰۶

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجا لانیوالا اکیلا اخبار

نور

یہدی اللہ لنورہ من یشاء

قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب

مورخہ [illegible] ۱۹۲۵ء

[illegible]

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے عہ
ششماہی " " ۱۲/
" سالانہ امراء سے للعہ
" ممالک غیر سے
۸ شلنگ

مقاصد

۱۔ اسلام کی خوبیاں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب کی حقیقت ظاہر کرنا
۲۔ سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا۔
۳۔ دیگر مذاہب کے حملوں کا مل اور صحیح جواب دینا۔
۴۔ راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط اور مستحکم کرنا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۱۷ | ایڈیٹر۔ شیخ محمد یوسف سابق سورن سنگھ ودوان برہمچاری | نمبر ۱

اپیل کا نتیجہ

میں انجمن احمدیہ پشاور کے سالانہ جلسہ پر جا رہا ہوں اس لئے ۲۵ ستمبر تک جن دوستوں نے میری اپیل پر توجہ فرمائی ان کے اسماء مبارک مع شکریہ درج ذیل ہیں۔ اس کے بعد جو دوست توجہ فرمائیں گے ان کا ذکر انشاء اللہ آئندہ پرچہ میں ہوگا۔

جناب میرزا امیر اکبر صاحب	۱ خریدار
جناب امیر عالم صاحب پٹیالہ	عہ
جناب رفیع الزمان صاحب کراچی	۱
جناب احمد دین صاحب نائب محرر پولیس	۱
جناب محمد یوسف صاحب بھٹنڈہ	۲
جناب چودھری حیات محمد صاحب	۱
جناب مستری محمد صدیق صاحب	۱
جناب محمد حسین صاحب احمدی سٹیشن ماسٹر	۲
جناب ڈاکٹر خیر محمد صاحب عالی	۲
جناب ملک سلطان محمد خان صاحب	۱
جناب محمد شفیع صاحب ہیڈ شیڈ کلرک	۲
جناب عبد العزیز صاحب ہیڈ ماسٹر	۱

جماعت احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد	خریدار
بذریعہ جناب سیٹھ عبد الله الہ دین صاحب	۱۰
جناب غلام میراں صاحب احمدی سپنیل آفاننگو	۱
جناب مولوی انوار حسین خان صاحب	۵
جناب منشی یوسف علی صاحب	۱
جناب منشی عطا شاہ صاحب	۱
جناب میر عزیز الدین احمدی بصرہ	۳
جناب بابو محمد ایوب صاحب	۱
جناب مولوی عبد الواحد خان صاحب	½
میزان	۳۸ ½

نور کے اجرا کے لئے کم از کم مزید ۳۵۰ خریداروں کی ضرورت تھی جس میں صرف ۳۸ ½ خریدار اس وقت تک نئے بنے باقی ۳۱۱ ½ خریداروں کی اور ضرورت ہے۔ اور اس وقت صرف ۲۱ اصحاب نے اس نازک وقت میں اپنا فرض ادا کیا ابھی ۲۹۳ احباب پر یہ فرض جوں کا توں قائم ہے۔ اگر وہ ہمت کریں۔ تو یہ تعداد صرف ایک ہفتہ کے اندر اندر پوری ہو سکتی ہے۔

برادر بابو محمد شفیع صاحب اکیلے ہی سے ۶ خریدار پیدا کر دیئے۔ اگر پچاس محمد شفیع بھی پیدا ہو جائیں تو نور کا بیڑا پار ہے۔ اور جب میں نئے خریداروں کو ۱۲/ کی قیمتی کتب مفت دے رہا ہوں تو پھر بھی اس وقت نور ایسے مجاہد اور غازی پرچہ کے لئے جو تمام ہندوستان میں سکھوں ایسی بہادر اور دلاور قوم میں اشاعت اسلام کا اکیلا ذریعہ ہے۔ صرف ۳۸ ½ خریداروں کا پیدا ہونا موجب تعجب ہے۔ اگر آپ توجہ نہیں کریں گے۔ تو اس کا یہ لازمی نتیجہ ہوگا۔ کہ نور بند ہو جائے گا۔ اور ہندوستان میں سکھوں ایسی دلاور قوم میں تبلیغ اسلام کے اہم فرض کو ایک خاص دھکا لگے گا۔ بیشتر اس کے کہ یہ منحوس وقت آئے۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے والی قوم کو ذرا اپنے فرض کا احساس کر لینا چاہیئے۔

مجھے توقع رکھنی چاہیئے۔ کہ ۱۷ اکتوبر کے پرچہ میں۔ میں جب رپورٹ شایع کرونگا۔ تو ان ۳۱۱ خریداروں کی کمی بھی پوری ہو چکی ہوگی خدا کرے کہ میرا گمان سچ ہو۔

میں ایسا گمان کرنے میں غالباً غلطی سے کام لیتا مگر جس صورت میں نئے خریداروں کو ۱۲/ کی کتابیں مفت مل رہی ہیں۔ پھر تو یہ کمی ایک ہفتہ کے اندر اندر پوری ہو جانی چاہیئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گئو پوجا
اور
سکھ مذہب

گئو پوجا کے جس قدر ہندو لوگ قائل ہیں وہ تو اظہر من الشمس ہے۔ ہندوؤں کے بہت سے فرقے ہیں مثلاً آریہ۔ سناتنی۔ برہمو۔ جینی۔ وغیرہ۔ ہاں اگر ان سب لوگوں کا کسی امر کے متعلق اتفاق ہو سکتا ہے خواہ اس کی تہ میں سیاسی اور پولٹیکل اغراض ہی کام کر رہے ہوں۔ تو وہ گائے کی پوجا کا عقیدہ ہے جس پر آئے دن جو عید الاضحیٰ پر مسلمان سے ہمارے ہندو دوستوں کے فساد اور جنگ و قتال وغیرہ ہوتے رہتے ہیں۔ وہ روز روشن کی طرح ہیں۔ یہ ایک الگ امر ہے۔ کہ خود ہندؤں کے شاستر یعنی وید وغیرہ گئو رکھشا کے کہاں تک حامی ہیں۔ چونکہ سکھ مذہب کا ویدوں اور شاستروں سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے ورنہ ہم اس امر کو ویدوں اور شاستروں کے کثرت سے حوالجات سے کماحقہ مبرہن اور آشکارا کر سکتے ہیں۔ کہ ویدوں اور شاستروں میں گائے کی عظمت نہیں بیان کی گئی۔ بلکہ وہاں ہون یگیہ وغیرہ میں کثرت سے قربانی کا ذکر پایا جاتا ہے۔ (اگر اس کے متعلق آپ مفصل ثبوت دیکھنا چاہیں۔ تو ہمارا تصنیف کردہ رسالہ "قضیہ گائے پر تنقیدی نظر" نامی جس کی قیمت ۲ ہے۔ دفتر نور قادیان سے ملسکتا ہے۔ ضرور ملاحظہ فرماویں) مگر ساتھ ہی بعد میں ویدوں کو چھوڑ کر دیگر سمرتیوں میں ایسی ایسی باتیں بھی ضرور داخل کی ہیں۔ جو گائے کی پوجا کی طرف صریح ہدایت کرتی ہیں اور جس سے آئے دن ہندو صاحبان مسلمانوں سے نبرد آزما ہوتے ہیں۔ چنانچہ دشن سمرتی ادھیائے ۵ میں یہ لکھا ہے کہ:۔
اگر شودر پنچ گوبیہ پیوے تو دوزخ میں جاتا ہے۔ یعنی پنچ گوبیہ ایک ایسی مطہر اور پاکیزہ چیز ہے جسے برہمن کھشتری اور ویش کے سوا اور کوئی آدمی اس کے استعمال کا حق نہیں رکھتا۔ وہ پنچ گوبیہ کیسی اعلیٰ چیز ہے۔ اور کن کن پاک اشیاء سے تیار کیا جاتا ہے۔ ذرا آپ اسکا بیان سنئے۔

گائے کا گوبر ایک ماشہ۔ گائے کا پیشاب دو ماشہ گائے کا گھی چار ماشہ۔ گائے کا دودھ آٹھ ماشہ گائے کا دہی آٹھ ماشہ۔ ان پانچ چیزوں کے ملانے سے پنچ گوبیہ بنتا ہے۔ ملاحظہ ہو اتر سہنتا۔ اور یہ ایک ایسی پاکیزہ اور مقدس چیز ہے کہ سوائے برہمن۔ کھشتری۔ اور ویش کے کوئی دوسرا اسے استعمال نہیں کر سکتا۔ لکھا ہے کہ اگر کنوئیں کا پانی ناپاک ہو جائے۔ تو اس میں اس پنچ گوبیہ کو پانی میں صاف کرنے کے لئے ڈالنا چاہیئے۔ اور اگر کوئی ہندو گندی یا ممنوع چیز کھا لے تو بھی اس پنچ گوبیہ کے استعمال سے پاک ہوتا ہے۔ اب اس کے مقابلہ میں آپ ملاحظہ فرماویں کہ سکھ مذہب میں گئو رکھشا یا گئو پوجا کو کہاں تک روا رکھا گیا ہے۔

گرنتھ صاحب بسنت کبیر میں لکھا ہے۔

گوبر جوٹھا۔ چونکا جوٹھا جوٹھی دینی کارا

مطلب۔ گائے کا گوبر ناپاک اور گائے کے گوبر سے جو لیپن (پوجا) دیا گیا ہے وہ بھی ناپاک ہے۔ پھر رہت نامہ بھائی چوپا سنگھ میں درج ہے بلگر (خانہ) میں نہ تو گائے کے گوبر کے اوپلے جلائے۔ نہ گائے کے گوبر کا چونکا دے۔ چنانچہ جس جگہ گائے کے گوبر کا چونکا ہو۔ واقف کار۔ ذی علم سکھ اسے ناپاک سمجھتے ہیں اور وہاں گرنتھ صاحب نہیں پڑھتے پھر گرنتھ صاحب آسا پٹی محلہ ۳ میں لکھا ہے

مل موت۔ موڑھے گار ھ ہوئے سب لگے تیری سیو

مطلب۔ گائے کا گوبر اور موت پینے والے بے وقوف جب گورو نانک صاحب کے حضور آئے تو باوا صاحب نے ان ناپاک چیزوں کے استعمال سے انہیں نجات دی۔

اب صاف ظاہر ہے کہ سکھوں کے ہاں گائے کی وہ عظمت قطعاً نہیں جو ہندو مذہب میں ہے۔ بلکہ قطعی اس کے برعکس ہے۔ ہندوؤں کے نزدیک گائے کا گوبر اور پیشاب پاک اور اس کے کھانے اور پینے سے ناپاک پاک ہو جائیں۔ مگر سکھوں کے نزدیک یہ سخت ناپاک۔ اور اس کے کھانے والا [illegible] ناپاک۔ اب ہر دو میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اب صاف ظاہر ہے۔ کہ سکھ مذہب میں گئو پوجا قطعاً نہیں بلکہ اس کے قطعی برعکس ہے۔

پھر گئو رکھشا یا گئو پوجا کے متعلق سکھ صاحبان کا طرز عمل بھی یہی ظاہر کرتا ہے۔ ۱۹۱۲ء میں جو سکھ ایجوکیشنل کانفرنس ایسٹر کی تعطیلات میں سیالکوٹ میں منعقد ہوئی تھی وہاں کے مقامی ہندوؤں کے گئو شالے کے ممبر جب گئو رکھشا کے لئے چندہ جمع کرنے کے واسطے سکھ ایجوکیشنل کانفرنس میں گئے تو سکھ کانفرنس کے ناظموں نے انہیں ایسا کرنے سے منع کیا۔ اور اپنے پنڈال سے نکال دیا۔ چنانچہ اس وقت اخبار ہندوستان نے اس کے متعلق حسب ذیل نوٹ لکھا تھا۔

سکھ ایجوکیشنل کانفرنس سیالکوٹ کے موقع پر جب مقامی کارکنوں کو معلوم ہوا کہ مہاراجہ صاحب پٹیالہ کا جلوس جو کانفرنس کے پر دہان مقرر کئے گئے ہیں۔ گئو شالہ کی طرف سے نکلے گا۔ تو کارکنوں نے گئو شالہ کی عمارت کو خوب سجایا اس کے نزدیک جھنڈیاں وغیرہ لگائیں۔ لیکن جب گئو شالہ کی جھنڈے والا ٹرکے لیکر کانفرنس میں سکھ صاحبان سے گئو شالہ کے لئے دان (خیرات) مانگنے کے واسطے گئے تو ان کو کانفرنس سے نکلوا دیا گیا اور سکھوں نے کہ ہم ہندو نہیں ہیں۔ اس لئے ہم پر گئو رکھشا واجبی نہیں ہے۔

گئو رکھشا کے متعلق سکھوں کا طرز عمل صاف ظاہر ہے۔ ہماری کسی حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں ہے۔ علاوہ ازیں سکھوں کا اردو اخبار لائل گزٹ اپنے ۱۷ فروری ۱۹۱۵ء کے اشو میں لکھتا ہے کہ سکھ مذہب ہندوؤں کی طرح گئو پرست نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

ہندوؤں کی تنگ نظری

۱۳ ستمبر کا پرکاش لکھتا ہے کہ:۔

"ہندو دھرم کیا۔ جو انسانوں کے ساتھ پشوؤں سے بھی گرا ہوا سلوک کرنا سکھاتا ہے۔ کیسے تعجب کی بات ہے۔ کہ کتا ہندو نام اہیمانیوں کی گود کا سنگھار بن سکے۔ بلی کو رسوئی خانہ کی پوری پڑتال کی اجازت ہو لیکن انسانوں پھر ہندوؤں کا سایہ تک ناپاک کرنیوالا قرار دیا جائے۔ اور ایک ہندو کو دوسرے ہندو کا حکم ہو۔ کہ جب ہمیں سڑک پر آتے ہوئے دیکھو۔ تو تمہارا کرتویہ صرف یہ ہے۔ کہ دیکھتے ہی زمین پر لیٹ جاؤ۔ جنرل ڈائر نے صرف ایک دن امرتسر میں ہندو مسلمانوں کو لٹایا۔ تو سارے ہندوستان میں کہرام مچ گیا"

کیا معاصر پرکاش کے یہ الفاظ کسی مزید تشریح کے محتاج ہیں؟ مگر اس میں ہندوؤں کا دوش ہی کیا اس مجلسی خرابی کے ذمہ دار در اصل ہندوؤں کے وہ گرنتھ ہیں۔ جہاں انسانوں کو حیوانوں سے بدتر سمجھا گیا ہے۔ اس خرابی کا علاج نہ تو آریہ سماج کے پاس ہے اور نہ ہی کسی اور سوسائٹی کے۔ ہاں اس کا علاج صرف اسلام میں ہی پاؤ گے جس کا ماٹو اکرمکم عند اللہ اتقاکم ہے۔ خدا ہمارے ہندو دوستوں کو توفیق دے کہ وہ اسلامی نور سے منور ہو سکیں۔

کیا ویدک دھرم عالمگیر ہے

آگے چل کر یہی ہمعصر لکھتا ہے کہ "وید بھگوان عالمگیر اخوت کی تعلیم دیتا ہے۔ ویدوں کا پریم محض انسانوں تک محدود نہیں وید پشو پکشی (درند۔ پرند) تک کو مہربانی کی نظر سے دیکھنے کی تعلیم دیتا ہے"۔

یہ دعوےٰ تو بہت اچھا ہے اگر آریہ سماج کے گرنتھ بھی اس کی تائید کرتے تاہم ہم بخوشی شاباش و آفرین کو تیار رہتے۔ مگر بڑی مشکل یہ ہے۔ کہ آریہ سماج کے گرنتھ اس سے قطعی الٹ تعلیم دیتے ہیں۔ چنانچہ ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۴۴۷ پر لکھا ہے:۔

ادھرمی خواہ سب سے بڑھکر صاحب وسیلہ بہت طاقتور اور صاحب لیاقت بھی ہو تو بھی اس کی بربادی تنزل و تخریب میں لگا رہے"۔

واہ واہ اس عالمگیر اخوت کے کیا کہنے۔

نیم کے درخت پر انگوروں کے گچھے

جس طرح نیم کے درخت پر انگوروں کے خوشوں کی تلاش عبث ہے۔ ٹھیک اسی طرح بلکہ اس سے بھی کہیں بڑھکر کسی آریہ کے منہ سے اسلام کی تعریف محال ہے۔ مگر صداقت میں ایک طاقت ہے جو مخالف تک کی گردن جھکائے بغیر نہیں رہ سکتی۔ چنانچہ پرکاش اپنے ۱۳ ستمبر کے پرچہ میں لکھتا ہے کہ

"لوگ ایسے مذاہب کی تلاش میں ہیں جو انہیں انسانیت کی سطح پر لا سکے اور کم از کم ان کی یہ خواہش اسلام پوری کر سکتا ہے"۔

بے شک اسلام بہ حیثیت مجموعی انسانیت کا ہمدرد ہے۔ ایک افریقہ کا سیاہ فام حبشی مسلمان اور ایک یورپ کا گورا چٹا مسلمان جب باہمی ایک دوسرے کو السلام علیکم کہتے ہیں۔ تو ان میں محبت کی ایک ایسی برقی رو دوڑ جاتی ہے۔ گویا کہ دونوں حقیقی بھائی ہیں۔

آریہ سماج نے چند بھولے بھٹکے مسلمانوں کو شدھ کر لیا مگر جب رشتہ ناطہ کا سوال آیا تو آریوں کی بے بسی موجب تعجب تھی کیونکہ شتربانوں سے دوستی اور دروازہ تنگ اب نبھے تو کیسے۔

سناتنیوں کا سارٹیفکیٹ آریوں کو

سدرشن جو سناتنیوں کا اخبار ہے۔ لکھتا ہے کہ

اس امر حقیقی سے کوئی شخص منکر نہیں۔ کہ اگر دنیا کے فحش لٹریچر کی ایک مکمل فہرست تیار کی جائے۔ تو اس فہرست میں ستیارتھ پرکاش کا نام اگر پیشانی فہرست پر نہ سہی۔ تو اس فہرست کے درمیان تو ضرور ہوگا اس کتاب کے آخری ۴ بابوں میں جہاں دیگر مذاہب کے خلاف ایک تخریبی تنقید کر کے ان کے بانی مہانبوں پر دولتیاں چلائی گئی ہیں۔ وہاں نیوگ ایسی ناقابل عمل تعلیم کی بھی ببانگ دہل اشاعت کی گئی ہے۔ "نیوگ" کیا ہے؟ اس کے متعلق زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں فقط چند الفاظ میں اس کی تعریف یوں کی جا سکتی ہے کہ "نیوگ" مجلسی اخلاق کے لئے پلیگ سے بڑھکر ہے "فقدان عصمت" اور حیاداری کا جاں سوز ہے۔ جس کی بنا پر شیطانیت پر کو انسانیت میں داخل ہونے کا ہر ممکن راستہ مل سکتا ہے"۔ ہمعصر کو شکایت ہے۔ کہ آریہ سماج کرشن مہاراج کو یوگیراج لکھتا ہے۔

کیا ویدک دھرم عالمگیر ہے

پرکاش لکھتا ہے کہ روئے زمین کے مذاہب میں سے صرف ویدک دھرم ہی عالمگیر ہے" جو خیر سے کبھی ہندوستان کی چار دیواری سے باہر نہیں گیا۔ اگر تھوڑی دیر کے لئے ہم پرکاش کے دعوے کو صحیح تسلیم کرنے کے لئے تیار ہو جاویں۔ لیکن پھر قطب شمالی یا جنوبی کے باشندوں کو ویدک دھرم میں لانے کا کیا ذریعہ ہے۔ کیونکہ آریہ سماج میں گوشت خوری سخت گناہ ہے۔ اور قطبین میں سوائے گوشت خوری کے بقاء زندگی محال اور سبزی کا وہاں نام نہیں۔ ایڈیٹر پرکاش کے پاس اس کا کیا جواب ہے۔ ہاں ایڈیٹر پرکاش شاید یہ جواب دے۔ کہ شری سوامی دیانند صاحب نے جو ویدوں سے ہوائی جہاز وغیرہ کی ایجاد کی ہے۔ ہم اس کے ذریعہ قطبین کے رہنے والوں کو سبزی اور آلو کچالو مہیا کر دیں گے۔ بے شک یہ جواب بہت معقول ہے۔

قرآن میں تحریف ہے یا وید میں

پرکاش نے اپنے ۱۳ ستمبر کے پرچہ میں حسب عادت یہ بے پر کی اڑائی ہے کہ قرآن مجید میں تحریف ہے۔ اگر کوئی دلیل پیش کرتا تو ہم اس پر غور بھی کرتے مگر تیلی رے تیلی تیرے سر پر کولہو کا کیا جواب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مگر مہاشہ پرکاش کو یہ ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ وہ حقیقت تحریف کے چوٹ کیپچ تو وید مقدس ہے چنانچہ یجر وید ادھیائے ۲ منتر ۴ کا ترجمہ سوامی دیانند صاحب نے یہ کیا ہے۔

"...... گرہن کرنے اور کہنے یوگ وید پاروں گے یوگ وام دیو رشی کے جاننے و پڑھائی تیسرے سام وید اس کا شیر یہ ہے۔

اب یہاں وام دیو رشی کے لفظ نے ویدوں کی کا بھانڈا پھوڑ دیا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ وید مقدس " وام دیو رشی " کا لفظ بعد میں ملا یا گیا ہے۔ دونوں صورتوں میں ویدوں کی خیر نہیں۔ کیا مہاشہ پرکاش اس کا کوئی حل بتلائے گا۔

کفر کی ٹکسال قادیان میں ہے یا آریہ سماج میں

پرکاش اپنی حالت سے بے پرواہ ہو کر لکھتا ہے کہ۔

"قادیان میں کفر کی ٹکسال ہے۔ یہ زیادہ بہتر ہوتا کہ ان الفاظ کے لکھنے سے قبل ایڈیٹر پرکاش ذرا ستیارتھ پرکاش کے آٹھویں سمولاس کے اس حوالہ کو بھی پڑھ لیتا جس میں سوامی دیانند صاحب اپنی زبان مبارک سے اس طرح فرماتے ہیں " جو آریہ ورت (ہندوستان) کے علاوہ ملک ہیں وہ ملیچھ اور راکھشوں کے دیش کہلاتے ہیں" گویا ہندوستان کے علاوہ جس قدر ممالک ہیں وہ سوامی دیانند صاحب کے ارشاد بموجب سب ملیچھ اور راکھشس ہیں فرمایئے صاحب اس کفر سازی کی بھی کوئی حد ہے۔ کافر تو کہتے ہیں منکر کو مگر ملیچھ اور راکھشس تو نہایت ہی خطرناک الفاظ ہیں اس سے بڑھ کر اور کیا گالی ہو سکتی ہے۔ مہاشہ پرکاش کو چاہیئے کہ وہ دوسرے کی آنکھ میں تنکا تلاش کرنے سے قبل ذرا اپنی آنکھ کا شہتیر بھی دیکھ لیا کرے۔

اکراہ کی تعلیم ویدوں میں ہے یا قرآن پاک میں

وہی مہاشہ پرکاش جس کو اسلام پر اعتراض کرنے کی کہنہ بیماری ہے۔ لکھتا ہے " کہ ہندوؤں کے مسلمان ہونے کا جو پہلا سبب ہے۔ وہ محمدی تلوار ہے"

مہاشہ پرکاش اسلام پر اعتراض کرتے وقت ہمیشہ اپنے گھر کو بھول جاتے ہیں۔ سوامی جی بیدوی سبھا کے صفحہ ۵ پر لکھتے ہیں۔ کہ جنہوں نے باقاعدہ آریہ سماج کے اصولوں کو اختیار نہیں کیا ایسے لوگ یا تو ہمارا مذہب قبول کریں یا مر جائیں یا ہمارے غلام ہو کر رہیں"

اب اس قہر آلود تعلیم کو **لا اکراہ فی الدین** سے کیا نسبت؟ مگر اس پر بھی مہاشہ پرکاش کو اسلام کے منہ آنا اسے جسارت کہیں یا کچھ اور۔

گذشتہ مردم شماری میں ہندوستان کے بعض صوبوں میں مسلمانوں کی تعداد میں جو حیرت انگیز اضافہ ہوا ہے۔ فرمایئے مہاشہ پرکاش یہ کس تلوار کا نتیجہ ہے۔ ہاں ہاں یہ حق کی تلوار تھی جس کے سامنے ظلمت اس طرح اڑ جاتی ہے۔ جس طرح تیز ہوا کے سامنے خس و خاشاک۔

اپنی آنکھ کا شہتیر دیکھو

پرکاش لکھتا ہے کہ:۔ مسلمان حضرت محمدؐ کے بغیر خدا کو ادھورا قرار دیکر خدا کی وحدانیت کو داغدار کرتے ہیں"

مگر پرکاش کی سرکار ایسے شخص کے لئے کیا فتوے دیتی ہے۔ جو بغیر ویدوں کے وسیلہ کے پرماتما کو مانتا ہی ایسا شخص پرکاش کی سرکار کے نزدیک دہریہ ہے یا ادھرمی مگر جواب دینے سے قبل مہاشہ پرکاش کو ستیارتھ پرکاش کے ۴۴ و ۴۶ صفحات ضرور پڑھ لینے چاہیئے تو جس صورت میں آریہ سماج کے نزدیک ویدوں کا نہ ماننے والا خواہ کتنا ہی صاحب لیاقت اور خدا کا بھگت کیوں نہ ہو۔ مگر وہ نہ صرف ادھرمی بلکہ ایک طرح سے گردن زدنی ہے۔ تو ایسے خطرناک تعلیم کی موجودگی میں مہاشہ پرکاش کو دوسروں پر اعتراض کرنے سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ ہاں مذکورۃ الصدر سوال کا جو جواب مہاشہ پرکاش کے پاس ہے وہی جواب وہ اپنے سوال کا بھی سمجھ لے۔

سوامی ستیانند جی غور سے پڑھیں

سوامی ستر[...] صاحب باوا نانک رحمۃ اللہ کے متعلق مباحثہ کرنے کا بہت [...] ہے۔ ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں۔ اور اب پھر دوبارہ لکھتے ہیں کہ سوامی جی یا تو اس امر کا اعلان کر دیں۔ کہ ان [...] گورو اعظم سوامی دیانند صاحب نے جو جناب باوا نانک صاحب کے متعلق یہ لکھا ہے۔ کہ وہ نقل کفر کفر نباشد کہ ان پڑھ۔ اور مکار تھے میں اس سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں۔ اگر سوامی جی میں یہ جرات نہیں تو پھر وہ شرومنی کمیٹی کی طرف سے یہ اعلان کرا دیں کہ کمیٹی موصوف سوامی صاحب کو اس مباحثہ میں اپنا قائمقام قرار دیتی ہے۔ اور اس مباحثہ کا جو نتیجہ ہو گا وہ سکھوں کو منظور ہو گا۔ اگر سوامی جی ان دونوں صورتوں میں کسی پر بھی عمل پیرا نہیں ہو سکتے۔ تو پھر ان کو اس مشہور ضرب المثل " تو مان نہ مان میں تیرا مہمان" سے اجتناب کرنا چاہیئے۔

گائے اور کتا برابر

شری کرشن جی مہاراج گیتا کے ۵ ادھیائے اور ۱۸ شلوک میں فرماتے ہیں۔

" باعلم اور با تہذیب برہمن گئو۔ کتا۔ ہاتھی۔ اور چنڈال سب میں عارف ذات کو برابر دیکھتا ہے اس شلوک میں کرشن جی نے گائے اور کتا کو برابر درجہ دیا ہے۔ مگر موجودہ ہندو جس عقیدت کے ساتھ گائے کی پوجا کے شائق ہیں۔ کیا وہی درجہ وہ کتے کو دینے کے لئے تیار ہیں۔ کیونکہ مذکورۃ الصدر شلوک میں دونوں کی حیثیت کو برابر قرار دیا گیا ہے۔ دراصل گئو رکھشا یا گئو پوجا ہندوؤں کے ہاتھ میں مسلمانوں کے خلاف ایک سیاسی حربہ ہے ورنہ وید شاستر جس طرح حلت گائے کے متعلق فتوے دیتے ہیں وہ واقف کار لوگوں سے پوشیدہ نہیں۔

ورنہ خوبیوں کے لحاظ سے گائے پر بھینس کو ترجیح ہونی چاہیئے۔

خدا ویدوں سے پرے ہی

شری کرشن جی [...] گیتا کے گیان [...]

دیائے اور ۳۵ شلوک میں یہ اوپدیش دیتے ہیں۔
"جیسے تو نے مجھے دیکھا ہے ایسا میں ویدکے پڑھنے سے ...... اور یگیہ کرنے سے نہیں دیکھا جاتا"

اس شلوک میں جس صاف دلی سے ویدوں کی الوہیت سے پردہ اٹھایا گیا ہے۔ وہ کسی مزید تشریح کے محتاج نہیں ہے۔ شری گورونانک دیوجی مہاراج کے یہ فرمانے پر کہ ؎

پڑھ پڑھ پنڈت منی تھکے ویدوں کا ابھیاس
ہرنام چیت نہ آوے نہ نج گھر ہووے نواس

یعنی بڑے بڑے رشی اور منی بھی ویدوں کو پڑھ پڑھ کر تھک گئے۔ مگر وصال باری سے محروم ہی رہے"

پھر سوامی دیانند صاحب نے جو گورو صاحب موصوف کے حق میں شستہ کلامی سے کام لیا تھا۔ ستیارتھ پرکاش کے اوراق ابھی تک اس سے مزین ہیں۔ اب دیکھیں کہ آریہ سماج کی سرکار سے شری کرشن جی مہاراج کو کیا خطاب ملتا ہے۔ مگر غالباً کوئی خطاب نہیں ملے گا۔ ویدوں کے متعلق ایسا خیال رکھنے کے باوجود آریہ سماج مصلحت وقت سے کرشن نمبر وغیرہ نکالنے زیادہ مناسب سمجھتی ہیں۔ کیونکہ ان دنوں آریہ سماج کی گاڑی کا پہیہ سیاسی سڑک پر بڑی تیزی سے دوڑ رہا ہے۔

شری کرشن جی مہاراج گیتا کے پندرہ ادھیائے کے ۱۶ شلوک میں فرماتے ہیں۔ کہ عالم میں دو قسم کی ہستی ہے۔ حادث و قدیم کل موجودات حادث مانی گئی ہیں آپ اس موجودات میں وہ بھی شامل ہے جو بقول شری کرشن جی مہاراج حادث ہے۔ کیا آریہ سماج نے کبھی ٹھنڈے دل سے اس مذکورۃ الصدر شلوک پر بھی غور کیا ہے۔ اور آریہ سماج اس امر سے بھی واقف نہیں ہوگی۔ کہ مغربی علماء کا بھی یہی نقطہ خیال ہے کہ مادہ حادث ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

این ماتم سخت است

جناب میرزا امیر اکبر صاحب احمدی اپیل نویس مردان کے صاحبزادہ جناب میرزا محمد سعید صاحب مرحوم ایم۔ اے متعلم لا کالج جو عین عالم شباب میں ہی عالم بقا ہوئے۔ اور اپنے لواحقین کو ہمیشہ کے لئے داغ مفارقت دے گئے۔ ایسے ہونہار اور سعید فطرت بچہ کی وفات پر جو والدین کو قلق ہو سکتا ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے ایسی حالت میں رسمی طور صبر وغیرہ کی تلقین کرنا بلا شبہ انسانی جذبات کا خون کرنا ہے۔ مگر ہم مسلمانوں کے لئے مولا کریم کا یہی ارشاد ہے۔ کہ ہر مصیبت کے وقت ان اللہ مع الصابرین تسلی کا پھایہ اپنے زخمی دل پر لگائیں۔ اس لئے درد دل سے دعا ہے۔ کہ خداوند تعالیٰ لواحقین کو صبر جمیل اور نعم البدل عطا فرماوے۔ اور مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اس ہونہار نوجوان کی وفات پر ہیڈ ماسٹر صاحب گورنمنٹ ہائی سکول مردان نے جہاں مرحوم نے انٹرنس کا امتحان پاس کیا تھا ان کے والد مکرم کو جو تعزیت نامہ لکھا وہ درج ذیل ہے۔

نقل اصل خط

No 36
10.7.25

گورنمنٹ ہائی سکول مردان

انا للہ وانا الیہ راجعون

محترمی مرزا صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

برخوردار محمد سعید کی ناگہانی موت ایک ناقابل برداشت صدمہ ہے۔ جس سے خداوند کریم تمام مخلوق کو بچائے۔ برخوردار شائستہ اطوار اور شریف الطبع اور خوش اخلاق نوجوان تھا۔ جس کی ذات سے بہت سی امیدیں وابستہ تھیں۔ تعلیم کی انتہائی معیار کو پہنچکر اب ثمرہ محنت اور تعلیم سے فائدہ اٹھانے کا جب وقت آیا۔ تو قضا و قدر کو منظور تھا کہ آپ اور آپ کا خاندان اس بار آور درخت کا ثمر کھائے

محترما۔ قرآن کریم کا یہ ارشاد بنگاہ حقیقت بین بڑی وقعت رکھتا ہے کہ "عسیٰ ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم" اور خاص تسلی دیتا ہے۔ گو یہ ابتلائے دنی ہے۔ اور یہ ابتلا یقیناً ضعیف البنیان کے لئے ناقابل برداشت ہے۔ مگر مومن کے لئے مشکل امر نہیں۔ اور مجھے یقین ہے۔ کہ آپ انشاء اللہ ایک مخلص مومن ہیں اور انشاء اللہ رضائے الٰہی پر صابر و شاکر ہوں گے۔ مومن کی ابتلائے "نقص من الاموال والانفس" وغیرہ سے اکثر ہوتی ہے۔ مبارک ہیں وہ ہستیاں جو ایسی ایسی ابتلاؤں میں کامیاب ہو کر نکلتی ہیں۔ اور ان مومنوں کا عوضانہ جنت مقرر ہے۔

اس سکول کے سب اساتذہ اور طلباء اس صدمہ جانکاہ میں آپ کے سچے غمگسار اور شریک ہیں اور دعا کرتے ہیں۔ کہ خداوند کریم مرحوم کو غریق رحمت کرے اور اپنی سب داخنیں اسے عطا فرماوے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ اور آئندہ ایسے صدمات سے نگاہ رکھے۔ اور اس کا نعم البدل عطا فرماوے۔ اور باقی برخورداران کو نیک اور سعید کرے۔

اس غم میں ایک دن سکول بند ہوگا۔ اور ہمارے سکول و بورڈنگ ہاؤس میں کھیل کود بھی بند رہیں گے

والسلام۔ آپکا مخلص

(دستخط صاحب) غلام سرور ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول مردان

غریب نومسلم پر پھر آریوں کا دہاوا

جناب بابو مبارک احمد صاحب سابق لالہ گوری شنکر جنہوں نے قادیان میں اسلام قبول کیا تھا۔ اور جن کا تبادلہ جنڈیالہ ہو چکا ہے۔ امرتسر قریب ہونے کی وجہ سے آئے دن آریہ سماج کے وفود ان کو مذہب اسلام سے منحرف کرنے کے لئے پہنچ جاتے ہیں مگر خدا کے

فضل سے بابو صاحب موصوف نے بڑے غور و خوض کے بعد اسلامی صداقت کو قبول کیا ہے۔ اور وہ آریہ سماج کے اندرونہ سے بخوبی واقف ہیں۔ اس لئے آریہ سماج کی ریشہ دوانیوں کا خدا کے فضل سے ان پر پرکاہ کے برابر بھی اثر نہیں ہو سکتا مگر آریوں کے استقلال یا ہٹ۔ اور کی داد دینی چاہیئے۔ کہ وہ ہر بار منہ کی کھانے کے باوجود ان کا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ چنانچہ بابو صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ:-

میں پچھلے اتوار ہردوار میل میں بخیریت تمام جنڈیالہ پہنچ گیا۔ یہاں آکر معلوم ہوا۔ کہ امرتسر سے ایک مہاشہ تبادلہ خیالات کے لئے آئے ہوئے ہیں اسی دن تو ان سے ملاقات نہ ہو سکی۔ دوسرے دن سوموار خود ہی میرے پاس تشریف لے آئے۔ چند منٹ گفتگو ہوئی۔ انہوں نے امرتسر دفتر attend کرنا تھا اسلئے صبح ہی واپس چلے گئے۔ کہہ گئے کہ اگلے اتوار کو ملیں گے۔ ابھی تک نہیں آئے۔ منگل کے دن کچہری کی تعطیل تھی۔ ۳ بجے کے قریب بابو دونی چند سابق استاد دو مہاشوں کو لیکر آموجود ہوا۔ یہ دونوں مہاشے بڑے لائق عربی و سنسکرت دان قرآن مجید سے واقفیت رکھنے والے اور آریہ سماج میں چوٹی کے شمار ہوتے ہیں۔ میرا تو خیال تھا آپ نے فرمایا کہ منہ مت لگانا۔ بات چیت کرنے کا ارادہ ہی نہ تھا۔ مگر بابو صاحبان نے مجبور کر دیا۔ میں نے گفتگو کے قبل پنڈت صاحبان سے کہدیا کہ میں تبادلہ خیالات کرنے کو ہر وقت حاضر ہوں۔ مگر شرط یہ ہے۔ کہ میرے سوالات کا تحقیقی جواب دیا جائے۔ الزامی جواب نہیں سنونگا۔ گفتگو شروع ہوئی۔ انہوں نے اسلام کی خوبی اور آریہ دھرم کا نقص دریافت کیا۔ میں نے کہا کہ اسلام میں جو خدا پر اعتقاد ہے۔ اس سے خدا ثابت ہوتا ہے۔ مثلاً وہ قادر مطلق ہے۔ وہ کسی چیز کا محتاج نہیں محض اپنے ارادہ سے جو چاہے سو کرے۔ مگر دوسری طرف آریہ سماج کا ایشور محتاج بالغیر۔ وہ نہایت ہی عاجز ہے۔ اول روح مادہ کا محتاج۔ دوم۔ روح اعمال کا محتاج

اگر روح مادہ ہو بھی تو بھی دنیا پیدا نہیں کر سکتا جب تک ارواح کے کرم نہ ہوں۔ یہ اچھا ایشور ہے جو ہر بات میں محتاج ہی محتاج ہے۔ جس کا انہوں نے یہ جواب دیا۔ کہ آپ کا خدا بھی تو روحوں کو بہشت دوزخ دینے میں اعمالوں کا محتاج ہوگا۔ جس کا میں نے جواب دیا۔ کہ خدا نہیں بلکہ ہم بہشت کے لئے اپنے اعمالوں کے محتاج ہوں گے۔ اسی طرح پھر تناسخ پر گفتگو شروع ہوئی۔ قرآن شریف سے پنڈت صاحبان نے آیت بتائی۔ کہ دیکھو یہاں اللہ تعالیٰ نے کہا ہے "ہو جاؤ تم ذلیل بندر" پس وہ بندر ہو گئے۔ میں نے کہا۔ پنڈت صاحب کیا "بندر ذلیل" بھی کوئی جون ہوتی ہے۔ بندر تو ہوئے اور ساتھ ذلیل کیا۔ اصل مطلب یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم یا لوگوں پر لعنت بھیجی کہ تم بندروں کی طرح ذلیل ہو جاؤ یعنی جس طرح بندر کو مداری در بدر ذلیل کرتا ہے۔ اسی طرح تم بھی دنیا میں ذلیل ہوتے پھرو۔ اس پر پنڈت صاحبان اور دیگر حاضرین بڑے حیران ہوئے کہ خوب تفسیر کی۔ اور کہنے لگے کہ کسی غیر احمدی نے ایسے معنے نہیں کئے۔ کیا تم احمدی ہو۔ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے۔ اور یہ ہمارے اپنی معنے نہیں۔ بلکہ آیت کا صاف مطلب یہی ہے۔ پھر وہ کہنے لگے کہ اسلام ایک نہایت ہی تنگ احاطہ میں ہے۔ مثلاً دنیا کی پیدائش تو صرف پانچ چھ ہزار سال سے مانتا ہے۔ حالانکہ تحقیقات سے ثابت ہے۔ کہ کئی لاکھ سال موجودہ دنیا کو ہوئی۔ میں نے کہا کہ یہ بالکل غلط ہے۔ کہ اسلام دنیا کی پیدائش چھ ہزار سال سے مانتا ہے۔ جس پر میں نے پہلے پارہ سے حضرت آدم ؑ کی پیدائش کا ذکر نکالا۔ کہ دیکھو یہاں اللہ تعالیٰ فرشتوں کو فرماتا ہے۔ کہ آدم ؑ کو پیدا کرتا ہوں۔ فرشتے کہتے ہیں کہ کیا اس لئے کہ کشت و خون کریں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ پہلے بھی مخلوق تھی ورنہ فرشتوں کو علم کیسے ہو سکتا ہے۔ خیر پنڈت قائم امرتسر چلے گئے

ہندو مہاسبھا کی تبلیغی سرگرمیاں

بھگوت گیتا کی ستر ہزار جلدیں تقسیم کی گئیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

معتمد ہندو مہاسبھا نے اعلان کیا ہے۔ کہ ہندو مہاسبھا کے آٹھویں اجلاس منعقدہ کلکتہ کے موقعہ پر جن حضرات نے بھگوت گیتا کے دان کرنے کے وعدے کئے تھے۔ ان کی طرف سے ستر ہزار جلدیں ہندو مہاسبھا کے دفتر دہلی میں پہنچ چکی ہیں۔ جو ہندوستان کے مختلف حصوں میں تبلیغ کے لئے تقسیم کی جا رہی ہے۔ چنانچہ اس وقت تک جہاں جہاں ہندو مہاسبھا کے دفتر کے ذریعہ یہ کتابیں بانٹنے کے لئے بھیجی گئی ہیں۔ اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

ضلع ہندو کانفرنس کانگڑا	۱۰۰۰
صوبہ ہندو سبھا اودھ لکھنؤ	۲۰۰۰
" " پنجاب لاہور	۱۰۰۰
" " سندھ سکھر	۱۰۰۰
پریذیڈنٹ رائیداس سبھا ڈیرہ دون	۷۵۰
سکرٹری آریہ کمار سبھا ہردوئی	۲۵۰
آگرہ صوبہ ہندو سبھا۔ الہ آباد	۵۰۰۰
بہار " " پٹنہ	۳۰۰۰
آریہ سماج سکرا ضلع ہمیرپور	۲۵
بابو رام سروپ چھٹیا ضلع چمپارن	۵۰
بابو گھاسی رام بانی وانی کلکتہ	۲۵۰
سکرٹری ہندو سبھا گوجرانوالہ	۴۰۰
پریذیڈنٹ آریہ سماج پاٹودی	۲۵
بابو تلسی رام اوجھانی	۱۰۰
سکرٹری ہندو سبھا۔ احمد آباد	۲۵
بابو پیارے سروپ [illegible] رہتک	۲۵
پنڈت کرم چند بڑا پنڈ	۲۵
سکرٹری آریہ سماج پاٹودی	۲۵
" ہندو سبھا کاشی	۱۰۰
پنڈت رام کرشن پانڈے ساگر	۵۰

متفرق ہندو سبھاؤں کو تقریباً	۱۰۰۰
متفرق لوگوں کو	۲۵۰
ہندو سبھا کلو ضلع کانگڑا	۱۰۵
" دہلی	۵۰۰

بادیہ نشین مسلمان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(ٹی۔ ایل۔ دسوانی کے قلم سے)

"ہسٹورینز ہسٹری آف دی ورلڈ" میں ایک نکتہ چین حقارت آمیز الفاظ میں مسلمانوں کے متعلق بیان کرتا ہے۔ کہ وہ تو ایک ریگستان کے رہنے والے ہیں میں فخر کرتا ہوں۔ کہ میں سندھ کے خوبصورت اور خوشنما ریگستان کا رہنے والا ہوں۔ سندھ میں اسلامی تصوف نے ترقی کی ہے۔ اور مجھکو یقین ہے کہ موجودہ زندگی کے لئے یہ ہمیں ایک پیغام ہے۔

میرے نزدیک اسلامی درفش مطلب سے خالی نہیں اس جھنڈے پر ہلال اور ستارہ ہوتا ہے۔ ہلال شیبو جی کی پیشانی پر بھی تھا۔ ہلال کہتا ہے۔ کہ مزاج کو اپنے ٹھنڈا رکھو۔ اپنے جذبات کو قابو میں رکھو۔ میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اچھے الفاظ کو دہراتا ہوں آپ نے فرمایا۔ کہ سب سے بہتر جہاد اپنے نفس امارہ کا مارنا ہے۔ تارا میرے نزدیک زندگی کا تصویری نشان ہے۔ جب کبھی رات کے وقت میں نے ستاروں کی طرف نظر کی ہے۔ تو میں نے اپنے نفس سے کہا۔ کہ یہ ہے قدرت ستارہ اس ہستی کی طرف سے بلاتا ہے۔ جس کی کوئی انتہا نہیں اور وہ غیر محدود ہے۔ وہ ملک اور قومیت و ذات سے زیادہ اعلیٰ و ارفع ہے۔

چند سال گذرے میں نے عدن میں چند عربوں کو دیکھا۔ وہ فاقہ زدہ معلوم ہوتے تھے۔ وہ جاہل تھے۔ میرے دل میں پیغمبر اسلام (صلعم) کا خیال آیا۔ تو میں نے اپنے جی میں کہا۔ اے پیغمبر (صلعم) متبعین آپ کے پیغاموں کی شان کو کب سمجھیں گے؟

پیرلوٹی مشہور فرانسیسی مصنف نے ٹرکی کے متعلق چار جلدیں لکھ کر مسلمانوں کا خاکہ ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔

ہر ٹریشنگ جرمن کے مشہور تاریخ داں کو مسلمانوں سے کچھ الفت نہ تھی۔ لیکن وہ یہ لکھنے پر مجبور ہو گیا کہ عیسائیوں نے تو مرتدوں کو جلانا شروع کیا۔ مگر ہلال کے زیر سایہ ہر ایک آدمی اپنے مذہب اسلام کو "متعصب" کہتے ہیں۔ ان سے میں نہایت ادب کے ساتھ گزارش کروں گا۔ کہ وہ محمد (صلعم) کے پیغام کو غلط طور سے پیش کر رہے ہیں۔ جنہوں نے نہایت پر زور الفاظ میں صریح طور سے فرما دیا ہے کہ (لا اکراہ فی الدین) مذہب میں کوئی زبردستی نہیں۔

مسٹر ہیلک نے حال ہی میں "اللہ کا رحم" نامی کتاب لکھی ہے وہ ایک ناول اور ایک اچھا ناول ہو تو لیکن اسلامی عقاید کو اس نے بہت برے طریقہ سے پیش کیا ہے۔ ناول کے ہیرو کا نام محمدؐ ہے۔ وہ زندگی میں کامیاب ہوتے ہیں۔ وہ بڑے تاجر بن جاتے ہیں۔ اپنے سات بھتیجوں کے سامنے اپنی کامیابی کا راز ظاہر کرتے ہیں۔ یہ کیا ہے؟ صریحاً ناانصافی اور شرارت ہے۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ اسلامی کتاب کے ہیرو محمدؐ کے اخلاق پر بدرجہا بہتر ہیں۔ میرا خیال ہے۔ کہ مندرجہ ذیل باتوں کا لحاظ رکھ کر اسلام کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔

بانی مذہب

محمد (صلعم) کی زندگی رحم، عنایات اور بھلائی سے پر ہے۔ ان کے دل میں بنی نوع انسان کے لئے گہری ہمدردی ہے۔ منکسر المزاجی حلم ان کا طرہ امتیاز تھا۔ آپ نے فرمایا "میں تمہارے جیسا انسان ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔

ایک مسلمان آپ سے درخواست کرتا ہے۔ کہ یا رسول اللہ جو لوگ آپ پر ایمان نہیں لاتے۔ ان پر لعنت بھیجئے۔ لیکن جواب ملتا ہے نہیں میں لعنت کے لئے نہیں مبعوث ہوا ہوں۔ میں بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی کیلئے بھیجا گیا ہوں"۔

تاریخ اسلام کے ہیرو

مسلمانوں کی تاریخ اچھے کاموں سے لبریز ہے۔ نوجوان مسلمان کہلانے والے کہاں ہیں۔ کہ دنیا کے سامنے اپنی تاریخ کے ہیرو کے کارنامے بیان کریں؟ اور وہ تاریخ ابھی تک ختم نہیں ہوئی جدید ابواب اب بھی لکھنے کو باقی ہیں۔ اسلامی تاریخ کا ایک باب حال ہی میں مصطفےٰ کمال پاشا نے لکھا ہے۔

اسلامی تہذیب

جب یورپ اندھیرے میں پڑا ہوا تھا۔ تو اس وقت اسلام نے ہنر، طب، سائنس، فلاسفی، اور تعلیم کے لئے کیا کیا۔ اس کے متعلق "دی اسپرٹ اینڈ اسٹرگل آف اسلام" میں بوضاحت لکھ چکا ہوں۔ بلا مبالغہ یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ پانچ صدیوں یعنی ساتویں صدی عیسوی سے لیکر بارہویں صدی عیسوی تک تہذیب کی مشعل اسلام نے بلند کر رکھی تھی۔

تمدن اسلام

تمدن اسلام کے دو اصولوں کی کسوٹی پر پرکھنا چاہیئے عورتوں کا رتبہ اور نظام حکومت محمد (صلعم) اسوۂ حسنہ میں عورتوں کے مرتبہ کے متعلق نہایت اعلیٰ سبق دیئے گئے ہیں۔ آپ نے مسلمانوں کو جمہوریت کا مذہب دیا۔ اسلام جمہوری مذہب ہے: "اخوت و مساوات" کی تعلیم غریبوں کو بلا وجہ اپنی طرف نہیں کھینچتی۔ سترہویں صدی میں اسلام کے جھنڈے کو یورپ وسطی نے خوش آمدید کہا۔ کیونکہ اس کے ساتھ امید کا ایک پیام تھا "کل من اخوت"

کلام ربانی اور احادیث

مجھ جیسے غیر مسلم کے نزدیک قرآن دنیا کی عجیب و غریب کتب میں سے ہے تین عقائد جن کا ذکر قرآن مجید بار بار کرتا ہے۔ میرے خیال میں دنیا کو ان کی قدر کرنی چاہیئے۔

(۱) اللہ تعالیٰ کی کبریائی "اللہ اکبر" (۲) خدا کا رحم "اللہ الرحمان" (۳) قسمت میں جانتا ہوں کہ مسئلہ قسمت کو سمجھنے میں مسلمانوں اور اسلام

کے نکتہ چینوں کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ قسمت کے اصلی معنی اپنے آپ کو رضائے الٰہی پر سونپ دینا ہے۔ یہ عقیدہ قربانی کا عقیدہ ہے۔ اگر ہندوستانی نوجوانوں کو مسئلہ تقدیر پوری طرح سے سمجھا دیا جائے۔ تو قوم کی خاطر وہ کیا کچھ نہیں کر سکتے ؟ مصیبتیں برداشت کرنا۔ تکلیف سہنا۔ اور اپنے آپ کو رضائے الٰہی کے حوالہ کر دینا۔ قوم کے آزاد کرالیگا۔ اسی تقدیر کے مسئلہ کو لیکر قرون وسطیٰ میں قوموں کو اسلام کا پیغام سنانے کے لئے نکلے۔ اب پھر قوموں کو ایک جدید اندھیری رات کا سامنا تھا۔ یورپ پر سامراجی کا تسلط ہے۔ قومیت کے نہایت تنگ معنی لے رہا ہی زر پرستی اس کا شعار ہو گیا ہے۔ اور سیاسی چالیں چلنا اس کی فطرت میں داخل ہو گئیں ہیں۔ اب دوبارہ یورپ کو پیغام سنانے کا موقع آگیا ہے۔ مجھ کو تو یورپ کے وحشی بننے کا سامان نظر آ رہے ہیں۔ اب بھی ان کی حفاظت ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ مغرب اس ریگستانی پیغام کو دوبارہ سننے کے لئے تیار ہو جائیں۔ اللہ اکبر اللہ الرحمان اللہ بڑا ہے اللہ رحمان ہے۔

تواریخ گرو خالصہ کی غلطیاں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تواریخ گرو خالصہ سکھوں کی ایک معتبر کتاب ہے جو بھائی گیان سنگھ جی گیانی کی لکھی ہوئی ہے۔ خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی نے انجمن اسلامیہ اور انجمن انصار المسلمین شملہ کے جلسہ میں مسلمانوں اور سکھوں کو "شرکت اور صلح" کا رستہ بتاتے ہوئے اس تاریخ کی بعض فاحش غلطیوں کا اظہار کیا ہے۔ جو حسب ذیل ہے:-

پہلے حصہ میں کوئی صفحہ ایسا نہیں ملا۔ جہاں غلط واقعات درج نہ ہوں۔ اور غلطیاں بھی ایسی غلطیاں جن کو اسکول کا بچہ بھی جس کو "تاریخ" سے تھوڑی بہت واقفیت ہوگی کہدیگا کہ یہ بیان بالکل غلط ہے۔

کتاب کے شروع میں مسلمان بادشاہوں کے مظالم اس کثرت سے بیان کئے ہیں۔ جو میں نے کبھی اتنے زیادہ ایک جگہ نہیں دیکھے تھے۔ مظالم کی اقسام بھی دلچسپ ہیں۔ ایسی دلچسپ جو بغیر خاص اہتمام کے اس قدر دلچسپ نہیں بن سکتی تھیں۔ بعض واقعات کے حوالہ بھی دیئے ہیں۔ کہ یہ واقعہ فلان کتاب میں ہے۔ جن میں بعض کتابیں ایسی غیر معروف ہیں۔ جن کا نام بھی مؤرخین نے نہ سنا ہو گا۔ اور بعض نام مشہور کتابوں کے ہیں۔ مگر واقعات کو ان کتابوں سے کوئی تعلق نہیں۔ یعنی جس طرح گیانی صاحب نے ان کو لکھا ہے اس طرح تاریخوں میں نہیں ہیں۔

مثلاً صفحہ ۱۹ پر امیر خسرو کی "تاریخ علائی" کے حوالہ سے لکھا ہے۔ کہ فیروز شاہ نے دکن کے شہر بہلہ میں ہندوؤں سے بے شمار بت جمع کرائے۔ اور وہ روزانہ ایک ہزار ہندوؤں کو قتل کر کے ان کے خون سے بتوں کو غسل کراتا تھا۔ اور مدت تک ایسا ہی کرتا رہا یعنی ایک ہزار ہندوؤں کو روزانہ قتل کراتا تھا۔

مگر یہ واقعہ بالکل جھوٹ ہے کسی تاریخ میں نہیں نہ امیر خسرو کی کوئی "تاریخ علائی" میں نے کبھی دیکھی۔

پھر صفحہ ۲۰ پر لکھا ہے۔ کہ بقول پیغمبر صاحب حدیث یعنی ذیا اللہ لکھا ہے۔ کہ ہندو کا فر جب تک دین محمدی قبول نہ کریں۔ ان کو قید کرو۔ قتل کرو غلام بناؤ۔

مگر پیغمبر صاحب نے کبھی ہندو کا لفظ بھی نہیں بولا قید و قتل کا حکم تو کجا۔ نہ حدیث ذیا اللہ کوئی کتاب ہے۔

پھر صفحہ ۲۵ پر ہے۔ کہ خلیفہ عمرؓ کا بھی یہی حکم تھا کہ ہندوؤں کی کل سالانہ پیداوار و آمدنی لے لی جاوے صرف ان کے پاس تھوڑا سا گذارہ کے موافق چھوڑ دیا جاوے۔

حالانکہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ہندوستان پر مسلمانوں کا تسلط کہاں ہوا تھا۔ پھر معلوم نہیں کہ انہوں نے ہندوؤں کے نسبت یہ حکم کیونکر دیا اور اس کا ذکر کہاں لکھا ہے۔

غرض شروع سے لیکر صفحہ ۸۰ تک بیشمار واقعات نہایت بے سروپا اور ہندوؤں پر مسلمانوں کے خوفناک مظالم کے لکھے گئے ہیں۔

گرو نانک صاحب کے حالات میں بھی ایسے ہی عجیب قصے ہیں۔ ۴۷ صفحہ پر گرو صاحب کا حاجی رتن صاحب سے ملنا بیان کیا گیا ہے۔ جو بھٹنڈے میں تھے۔ حالانکہ حاجی صاحب گرو صاحب سے سینکڑوں برس پہلے گزر چکے تھے۔

صفحہ ۵۰ پر حضرت داتا گنج بخش صاحب کی نسبت لکھا ہے۔ کہ وہ بھی گرو صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حالانکہ داتا صاحب کا زمانہ گرو صاحب سے چار سو برس پہلے گذر چکا ہے۔

صفحہ ۶۰ پر مدینہ منورہ میں گرو صاحب کا جانا لکھا ہے۔ کہ وہاں انہوں نے امام غوث امام جعفر امام اشرف امام اعظم سے بحث کی۔

شاید گیانی صاحب نے مسلمانوں کے چار اماموں کا نام کہیں سن لیا ہو گا۔ ورنہ کہاں ان چاروں اماموں کا زمانہ اور کہاں حضرت گرو صاحب کا زمانہ۔

پھر اسی صفحہ پر سفر بغداد کا ذکر ہے۔ کہ وہاں پیر عبد القادر (یعنی حضرت غوث الاعظم) ملنے کو آئے۔

حالانکہ حضرت غوث الاعظم گرو صاحب کے زمانہ سے سینکڑوں برس پہلے رحلت کر چکے تھے۔

کثیف چیز کے لئے جگہ ضروری ہے۔ اب اس حوالہ کے بعد ایک اور حوالہ سنئے سوامی صاحب اسی کتاب ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۵۱۵ کی آخری سطروں میں ایک فقرہ پر اعتراض کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"جب آسمان پیدا نہیں ہوا تھا تب پول یا خلا تھا یا نہیں اگر نہیں تھا تو خلا۔ جہاں کی علت مادی اور جیو کہاں رہتے تھے بغیر مقام کے کوئی شے ٹھہر نہیں سکتی اس لئے تمہاری بائیبل کا قول معقول نہیں"

یہ بھی نہایت صاف حوالہ ہے۔ کہ اگر خلا ہو تو خدا کہاں ٹھہرے اس لئے خدا کے ٹھہرنے کے لئے خلا نہایت ضروری ہے اب

ناظرین! دونوں حوالوں کو ملاؤ اور منطق کی رو سے نتیجہ نکالو سنو! پہلا حوالہ:- کثیف چیز کے لئے خلا ضروری ہے۔ دوسرا حوالہ:- خدا کے لئے خلا ضروری ہے
[illegible] کثیف کے معنے ہیں اجزا کا پاس پاس ہونا اور جو چیز اجزا والی ہو وہ مرکب ہوتی ہے

آریوں کے ویدک سوراج کے نہایت غیر مہذبانہ قوانین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(جیون تت سے لیکر مناسب اصلاح کے بعد درج کیا گیا)

آریہ سماجی صاحبان اس ملک میں "آورش ویدک سوراج" یعنی اس اعلیٰ نمونہ کا سوراجیہ لانے کا خواب دیکھ رہے ہیں۔ کہ جس کی ویدوں کے تعلیم کو ان کے گورو سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج اپنی تصانیف میں تعلیم دے گئے ہیں اور اس تعلیم کے بموجب وہ ویدک زمانہ کے نہایت وحشیانہ قوانین کو ہی ملک میں جاری کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے انڈیا میں "ویدک نمونے کا سوراج" قایم کرنے کے مقصد سے اپنی جو سوراج سبھا قایم کی ہے۔ اس کے بارے میں وہ علانیہ لکھتے ہیں۔ کہ سوراج کے آجانے پر بھی وہ ملک میں ویدک نمونے کی گورنمنٹ کے قایم کرنے کے لئے برابر اپنی جدوجہد جاری رکھے گی۔ اور حال ہیں "آریہ ویر" نامی جو اخبار راولپنڈی سے جاری ہونے کے مقاصد میں سے ایک خاص مقصد ہی

"آورش ویدک سوراجیہ کی پراپتی

(یعنی اعلیٰ نمونہ کا ویدک سوراج حاصل کرنا) بتلایا ہے۔

چند سال ہوئے کہ ہم خود پنڈت دیانند صاحب کی ویدک سکیم کے حوالوں سے یہ دکھلا چکے ہیں۔ کہ اس ویدک سوراج میں کونسل کی ممبریاں اور محکمہ سول اور فوج کے تمام اعلیٰ عہدے صرف ویدوں کے ماہر آریہ سماجیوں کے لئے ہی مخصوص ہوں گے۔ اور کسی غیر ویدک دہرمی ہندو و مسلمان۔ عیسائی۔ سکھہ۔ پارسی۔ یا جینی وغیرہ کو ایسا عہدہ نہیں دیا جائے گا۔

اب ہم یہ دکھلانا چاہتے ہیں۔ کہ اس ویدک نمونہ کے سوراج میں موجودہ تعزیرات ہند کی بجائے ویدوں اور دہرم شاستروں کے نام سے جو قانون آریہ سماجی صاحبان کو ملک میں جاری کرنے کی آرزو ہے۔ وہ کیسے غیر مہذب اور وحشیانہ ہیں نیچے جو جو اقتباس

میری عینک چھوٹ گئی

اور میرے دوست کی خراب آنکھیں اچھی ہوگئیں

آج ہمارا رجسٹرڈ موتی سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر مانا گیا ہے۔ جناب شفیع الدین صاحب ۵۸ لوڈنگ ہمیلٹن تاجر رجمنٹ کراچی لکھتے ہیں:- کہ آپ کا سرمہ بندہ نے استعمال کیا جس سے بہت فائدہ ہوا بندہ تین سال سے عینک لگاتا تھا۔ آپ کا سرمہ لگانے سے عینک کی عادت جاتی رہی۔ نیز میں نے ایک آریہ صاحب کو دیا۔ اس کی آنکھیں بہت خراب تھیں۔ وہ کبھی نہیں پڑھ سکتا تھا اب اس سرمہ سے اس کی آنکھیں روشن ہوگئی ہیں۔ اور اب وہ خوشی سے تمام دن پڑھتا ہے۔ اور اس سرمہ کی بہت تعریف کرتا ہے۔ براہ کرم دو تولہ سرمہ اور بذریعہ وی پی بھیجدیجئے"۔

اس سارٹیفکٹ کے جھوٹا ثابت کرنے والے کو ایک ہزار روپیہ کا نقد انعام دیا جائیگا۔ قیمت فی تولہ صرف عہ پانچ تولہ پر محصولڈاک معاف

ملنے کا پتہ:- مینجر کارخانہ موتی سرمہ رجسٹرڈ نور بلڈنگ قادیان پنجاب

محافظ صحت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد مکرم بلاشبہ علم طب کے بادشاہ تھے۔ آپ کا یہ نایاب نسخہ ہے جو ہمیں جناب خان بہادر مرزا سلطان احمد خان صاحب کے ذریعہ دستیاب ہوا ہے۔ یہ نسخہ کیا ہے گویا انسانی زندگی کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اس کا روزانہ استعمال کمزور کو طاقتور بنانے اور طاقتور کو بفضل خدا ناگہانی بیماریوں سے محفوظ رکھنے بھوک کو کھولنے۔ حافظہ کو تیز کرنے۔ رنگ کو نکھارنے۔ دل و دماغ کو تقویت دینے۔ پٹھوں کو مضبوط بنانے۔ اور قبل از وقت بالوں کو سفید ہونے سے بچانے۔ اور طبیعت میں خوشی اور نشاط پیدا کرنے۔ اعضائے رئیسہ و شریفہ کی زائل شدہ قوت کو بحال رکھنے۔ گری ہوئی جوانی کے قیام اور ضعیفی کی حفاظت کرنیکے لئے یہ اپنی نظیر آپ ہی ہے یہ نسخہ کیا ہے گویا حیات انسانی کے لئے ایک نادر اور قابلدر تحفہ ہے۔ اور حقیقی معنوں میں محافظ صحت ہے۔ صرف نباتاتی اجزا اور کستوری سے مرکب ہے۔ ایکماہ کی خوراک کی قیمت فی ڈبیہ للعہ محصول علاوہ

ملنے کا پتہ:- مینجر کارخانہ موتی سرمہ رجسٹرڈ نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

درج کیے گئے ہیں۔ ان میں توجہ طلب الفاظ کو ہم نے موٹا کر دیا ہے۔

شراب نوشی۔ جوئے بازی یا بدچلنی کے لئے جلاوطنی کی سزا

پنڈت رام گوپال صاحب شاستری ریسرچ سکالر ڈی اے۔ وی کالج و منتری آریہ سوراجیہ سبھا کا ایک مضمون "ویدک راج کیا ہے؟" کے عنوان سے ۲۔ فروری ۱۹۲۳ء کے اخبار بندے ماترم اور ۱۱۔ فروری ۱۹۲۳ء کے اخبار آریہ ورت میں شایع ہوا تھا۔ اس میں وہ ویدک سوراج کے معراج کو پیش کر کے شراب نوشی۔ جوئے بازی اور بدچلنی کے متعلق دھرم شاستر کا یہ حکم تحریر فرماتے ہیں:-

"مہابھارت اور ویر مترودیہ میں تو یہاں تک لکھا ہے۔ کہ جو کوئی بھی ان عیبوں سے باز نہ آوے۔ اس کو سلطنت سے باہر نکال دیا جاوے"!

ہمارے ملک کے کتنے ہی پالیٹشن خواہ کسی مجرم کا جرم کتنا ہی سنگین کیوں نہ ہو۔ کالے پانی یعنی ملک سے باہر بھیجے جانے کی سزا کو منسوخ کرانے کی جدوجہد کرتے رہے ہیں۔ اور آخر وہ اس سزا کے منسوخ کرانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ لیکن انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ویدک سوراج میں شرابیوں اور جواریوں کو بھی جلاوطن کر دیا جائے گا!! ہم خود شراب نوشی اور جوئے بازی وغیرہ گناہوں سے جلد سے جلد دور ہو جانے کے دل سے خواہشمند ہیں۔ لیکن ان پاپوں کے لئے جلاوطنی کی سزا کو سخت اور وحشیانہ سمجھتے ہیں۔

شرابی یا بدچلن کو زندہ جلانے کا حکم

اسی سلسلہ میں پنڈت صاحب موصوف لکھتے ہیں "دھرم کے خیال سے تو شراب اتنی بری کہی گئی ہے کہ اگر کوئی شراب پینے سے باز نہ آوے۔ تو راجہ کا فرض ہے کہ اس کو پکڑ لے اور پکڑ کر اسے آگ کی طرح گرم کی ہوئی شراب پلا دے۔ جس سے اس کی فوراً ہی موت ہو جاوے۔

دوسری عورتوں سے بدمعاشی کرنے والے مرد اور دوسرے مردوں سے تعلق رکھنے والی عورتوں کے لئے دھرم شاستر یہاں تک سخت سزا تجویز کرتا ہے۔ کہ مرد کو عورت کی اور عورت کو مرد کی ایک لوہے کی مورتی کے ساتھ جس کو کہ پہلے آگ میں تپا کر خوب گرم کر دیا گیا ہو۔ بغل گیر کرا دیا جائے۔ تاکہ ان کی فوراً موت ہو جاوے۔

اس مضمون میں اگرچہ پنڈت رام گوپال صاحب نے اس بات کا کچھ ذکر نہیں کیا۔ کہ چوری۔ ٹھگی۔ رشوت ستانی۔ امانت میں خیانت۔ جعلسازی۔ لوٹ مار۔ کشت و خون یا اور بیسیوں قسم کے جرایم کے لئے کہ جنکی بہت مفصل تشریح تعزیرات ہند میں موجود ہے۔ ویدک نمونے کی حکومت میں کیا کیا سزائیں دی جائینگی۔ لیکن اس کے ذکر کو چھوڑ کر مذکورہ بالا اقتباسوں سے کچھ اندازہ لگا دیا جا سکتا ہے۔ کہ شراب نوشی۔ جوئے بازی اور بدچلنی کے پاپوں میں جلاوطنی یا نہایت بیرحمی سے ہلاک کر دینے کی کیسی **وحشیانہ سزاؤں کا حکم** ویدک "دھرم شاستر" میں موجود ہے۔ کہ جس پر ویدک نمونے کے سوراج میں عمل کیا جائے گا۔

پھر پنڈت دیانند صاحب اپنی تصنیف ستیارتھ پرکاش میں منوسمرتی کے حوالہ سے جس قسم کی خوفناک وحشیانہ سزائیں دینے کی تعلیم دے گئے ہیں۔ وہ بھی سمجھدار لوگوں کو ویدک نمونے کے سوراج کے موجودہ پکارنے سے چوکنا کرنے والی ہے۔ اس میں سے چند نمونے حسب ذیل ہیں:-

پنڈت دیانند صاحب نے منوسمرتی کے بارے میں ستیارتھ پرکاش میں یہ سطریں رقم کی ہیں۔

"کچھ کچھ پرکشپت (بناوٹی) شلوکوں کو چھوڑ کر منوسمرتی ہی ویدانوکول ہے۔ انیہ سمرتی نہیں"

(ستیارتھ پرکاش طبع پنجم صفحہ ۱۲۶)

پھر آپ اس کے چھٹے باب میں لکھتے ہیں:-

"جو پرجا کا نیائے کرتا ہے وہ مہاراج منوسمرتی کے ششم اور ہفتم ادھیائے آدی کی ریتی سے کرنا چاہیئے" (ایضاً صفحہ ۱۷۴)

سزا کے نہایت غیر مہذب طریقے

راجہ کو انصاف کرنے کے لئے جن طریقوں سے کسی مجرم کو سزا دینی چاہیئے۔ اس کے بارے میں ویدوں کے لاثانی مفسر پنڈت دیانند صاحب اپنی تصنیف ستیارتھ پرکاش میں ویدوں کے مطابق منوسمرتی کے آٹھویں ادھیائے کا حوالہ دیکر لکھتے ہیں:-

"ڈنڈ کے استھان اندری۔ اودر جہوا۔ ہاتھ۔ پگ آنکھ۔ ناک۔ کان۔ دہن اور دیہہ یہ دش ستھان ہیں۔ کہ جنپر ڈنڈ دیا جاتا ہے"

(دیکھو ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ویدک جنترالے اجمیر طبع پنجم چھٹا سمولاس صفحہ ۱۸۰)

یعنی سزا دینے کے یہ دس مقام ہیں:-

(۱) اعضائے مخصوص (۲) پیٹ (۳) زبان (۴) ہاتھ (۵) پاؤں (۶) آنکھ (۷) ناک (۸) کان (۹) روپیہ اور جائداد (۱۰) باقی کا جسم۔

موجودہ گورنمنٹ کی طرف سے جب کسی قیدی کو اس کے کسی قصور کے بدلے بید کی جسمانی سزا دی جاتی ہے تو اسے وحشیانہ بتلا کر آئندہ اس کے دور کر دینے کا زوردار مطالبہ کیا جاتا ہے۔ قطع تعلق کے لیڈر جناب گاندھی جی نے بھی ۱۶۔ فروری ۱۹۲۳ء کے ینگ انڈیا میں لکھا تھا کہ "**جسمانی سزا کی موقوفی مہذب گورنمنٹ کی طرف پہلا قدم ہے**"۔ لیکن ہمارے ہموطن خبردار رہیں۔ کہ ویدک نمونے کے سوراج میں جسم کے مذکورہ بالا ہر ایک عضو پر سزا دینے کا نہایت مہذب شریفانہ اور رحم دلی کا طریقہ جاری کیا جائے گا!!

ہر جسمانی اعضا کو کاٹ ڈالنے کی نہایت وحشیانہ سزا

(قرآن مجید کے اس ارشاد پر کہ چور کا ہاتھ کاٹ ڈالنا چاہیئے۔ آریہ لوگ بہت اعتراض کیا کرتے ہیں۔ اور اسلام پر غیر مہذب ہونے کا الزام لگایا کرتے ہیں۔ مگر خود ویدک شریعت میں نہ صرف چور کا ہاتھ بلکہ اس کے ساتھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

...نے کا بھی

...لئے صرف
...حکم نہیں ہی
...م ہے۔ چنانچہ
...پنڈت دیانند صاحب
...کا یہ حکم درج کرتے ہیں۔
...نگ سے مشتوں میں اور وہ
...بت مشتوں کی تنگھشا کے
...ردے"۔ یعنی چور چوری
...س جس عضو کو کام میں لائے اسے
...!!

واہ! ویدک نمونے کے سوراج میں راجہ کیلئے
...ارے کرنے کا کیا مہذب اور اچھا حکم!! اوہ کیا اندھیر
...ہے۔

زندہ بھسم کر دینے کی سزا

پنڈت دیانند صاحب بدچلن مرد کے متعلق
...تے ہیں:-

"راجہ کو حکم ہے کہ جو شخص اپنی استری کو چھوڑ
...پر استری یا ویشیا گمن کرے اس پاپی جن کو لوہے
...پلنگ کو آگنی سے تپا کے لال کر اس پر
...کے جیتے کو بہت پرشوں کے سنمکھ بھسم کر دیوے"
(ستیارتھ پرکاش چھٹا سمولاس)

...توں سے پھڑوا کر مروا دینے کی سزا

...پھر بدچلن استری کے متعلق سوامی صاحب فرماتے
...ہیں:-

"جو استری اپنی جاتی گن کے گھمنڈ سے پتی کو
...کر بھیچار کرے۔ اس کو بہت استری پرشوں
...سامنے جیتی ہوئی کتوں سے راجہ پھڑوا کر مروا ڈالے"
اوہ! نہایت سخت بے رحمی کی سزا کا کیسا
...نہ حکم!!

...لیکن آجکل کا مہذب انسان اپنے بھینٹر کے اعلیٰ

ہو دہوں کے لحاظ سے اس قدر ترقی کر چکا ہے۔ کہ مذکورہ بالا قسم کی ایک یا دوسری نہایت وحشیانہ سزا کا حکم سنکر اس کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور اگر کسی مہذب گورنمنٹ کا کوئی مجسٹریٹ خواہ وہ ویدک دھرمی ہی کیوں نہ ہو۔ کسی شرابی یا بدچلن مجرم کو آگ کی طرح گرم شراب پلا کر یا گرم پلنگ پر سلا کر یا کتوں سے پھڑوا کر ہلاک کر دے۔ تو خود اس مجسٹریٹ کو ایسی نہایت وحشیانہ سزا اور خلاف انسانیت سزا کے لئے مجرم گردانا جا سکتا ہے!!

مگر سخت افسوس کا مقام ہے کہ کتنے ہی آریہ سماجی صاحبان اس بیسویں صدی میں بھی اپنے گورو پنڈت دیانند صاحب کی دی ہوئی۔ اپنے ویدک دھرم ایشور کی نہایت وحشیانہ سزاؤں کی اس پرلے درجے کی غیر مہذب تعلیم کی مذمت کرنے اور اسے ترک کرنے کی بجائے الٹی اس کی تعریف اور حمایت کرتے ہیں۔ چنانچہ جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں۔ پنڈت رام گوپال شاستری صاحب نے اپنے مذکورہ بالا مضمون میں ویدک سوراجیہ کی تشریح کرتے ہوئے ان نہایت وحشیانہ سزاؤں کی تعریف کی ہے۔ اسی طرح ایک اور لیڈنگ آریہ سماجی مسٹر وزیر چند صاحب نے آج سے سترہ سال پہلے مذکورہ بالا نہایت وحشیانہ اور غیر مہذب سزاؤں کی ان الفاظ میں تائید کی تھی۔

"پس مہرشی دیانند جو دنیا سے جرائم کو جلا وطن کرنے آیا تھا۔ ہرگز نرم سزاؤں کی تعلیم نہیں دے سکتا تھا"

(دیکھو آریہ مسافر جون ۱۹۰۸ء)

سزا انتقامیہ نہیں بلکہ اصلاحی ہونی چاہیئے

آج کل ترقی یافتہ مہذب انسان تو یہ محسوس کرنے لگ گیا ہے۔ کہ کسی مجرم کو ایسی سزا دی جائے۔ کہ جس سے:-

(۱) جہاں تک ممکن ہو۔ مجرم کے ہاتھوں سے سوسائٹی کی حفاظت ہو سکے۔

(۲) جہاں تک ممکن ہو۔ نقصان رسیدہ شخص یا اشخاص کی نقصان کی تلافی ہو سکے۔

(۳) اس سے دوسرے عبرت حاصل کر سکیں۔ اور

(۴) جہاں تک ممکن ملزم کا سدھار ہو سکے۔

اسی لئے مہذب ملکوں میں چھوٹی عمر کے قیدیوں کے لئے ریفارمیٹری سکول جاری ہیں اور دوسرے قیدیوں کی اصلاح کے لئے بھی مختلف تجاویز سوچی جاتی ہیں۔

انسانوں کے خون کی کھلم کھلا تعلیم

ویدک نمونے کے سوراج میں راجہ کو مذکورہ بالا نہایت خوفناک سزا کا اختیار ہونے کے علاوہ انسانوں کے خون کی کھلم کھلا اجازت مندرجہ ذیل الفاظ میں دی گئی ہے:-

"دشٹ پرشوں کے مارنے میں ہنتا کو پاپ نہیں ہوتا چاہے پرسدھ مارے چاہے اپرسدھ، کیونکہ کرودھی کو کرودھ سے مارنا چاہیئے۔ کرودھ کی کرودھ سے لڑائی ہے" (ستیارتھ پرکاش طبع پنجم صفحہ ۱۸۳)

یعنی جس کسی مخالف انسانوں کو دشٹ یا خراب سمجھتے ہوں۔ اسے وہ چاہے علانیہ قتل کر ڈالیں ... چھپا کر اس سے قاتل کو کوئی پاپ نہیں لگتا ...

اوہ! کیسی خوفناک اور نہایت مجرمانہ ... اصول پر چلکر سوسائٹی میں جس قدر اندھیر ... ہے۔ اس کا سمجھدار اور غور بین اصحاب بخوبی ... سکتے ہیں۔

ملزم کو پہلے قتل کر ڈالو اور پھر تحقیقات کرو

مہذب گورنمنٹوں میں تو یہ قاعدہ ہے۔ کہ کسی ملزم کے خلاف الزام کی پوری پوری تحقیقات کی جاتی ہے۔ اسے اپنی صفائی کے لئے پورا موقعہ دیا جاتا ہے۔ سنگین جرائم میں اگر وہ وکیل کرنے کا مقدور نہ رکھتا ہو۔ تو اسے وکیل بھی سرکاری خرچ پر دیا جاتا ہے اور پوری تحقیقات اور غور کے بعد اس کے مجرم ثابت ہو جانے پر ہی اسے سزا دی جاتی ہے۔ سنگین جرائم میں اور بھی زیادہ چھان بین کی جاتی ہے۔ اور جہاں ثبوت یقینی نہ ہو وہاں شک کا فائدہ ہمیشہ ملزم کو دیا جاتا ہے۔ تاکہ جہاں تک ممکن ہو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

...ے ساتھہ بے انصافی نہ ہو اور زیادہ ترقی یافتہ لوگوں میں اب یہ بھاؤ پیدا ہو رہا ہے۔ کہ پھانسی کی سزا ہی موقوف ہونی چاہیئے۔ لیکن ویدک نمونے کے سوراج میں اس کے قطعی برخلاف کسی ملزم کو پہلے قتل کر دیا جائے گا۔ اور اس کے بعد تحقیقات کی جائے گی۔ کہ آیا اسے جو سزا دی گئی ہے۔ وہ مناسب بھی تھی یا نہ تھی چنانچہ سوامی دیانند صاحب اس بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

"چاہے گورو ہو۔ چاہے پتر آدی بالک دچیہ ا ہو چاہے پتا آدھی بردھ (باپ وغیرہ بوڑھا آدمی) چاہے برہمن اور چاہے بہت شاستر آدی کا شرو تا (سننے والا) کیون نہ ہو۔ جو دہرم کو چھوڑ ادہرم مین ورتمان۔ دوسرے کو بنا اپرادھ مارنے والے ہین ان کو بنا بچارے مار ڈالنا ارتھات مارکے پشچات بچار کرنا چاہیئے"

(" صفحہ ۱۸۳)

اب اول تو کسی کو "دہرم میں چھوڑ اگر ادہرم میں" ورتمان" بتلا کر قتل کئے جانے کا مستحق قرار دینا ...نہ تعلیم ہے۔ کیونکہ دہرم یا ...نسانیت ایکن ہمیشہ بہت اختلاف ...ریہ تعلیم دینا۔ کہ ایسے شخص کو ...د یا استاد ہی کیون نہ ہو بغیر ...کر دیا جاوے۔ اور انہیں ہلاک کرنے کے بعد پھر تحقیقات کرو۔ ایسی نہایت خطرناک فضایت پرانہ اور مسلمہ قانونی مسائل کے قطعی خلاف تعلیم ہے کہ جس کی جتنی مخالفت کی جاوے کم ہے!!

اب سوال یہ ہے۔ کہ اگر انگریزی گورنمنٹ بھی آریہ سماج کے متعلق بھی ویدک قانون برتے۔ یعنی وہ کچھ آریہ سماجیوں کو بلا تحقیقات و ثبوت پھانسی پر چڑھا دیجے اور پھر ان کے مرنے کے بعد عدالت میں اس پر بچار کیا کرے۔ تو آیا آریہ سماجی لوگ گورنمنٹ کے خلاف اس فعل کو انصاف حق پسندی اور عقلمندی پر مبنی قرار دیں گے؟ ہرگز نہیں وہ اسے سراسر ظلم اور اندھیر ہی کہیں گے۔ مگر افسوس چاروں ویدوں کے عالم ہو کر اور ان میں سارے علوم و فنون کے بیج یا اصول

ہو دعوے کر کے بھی پنڈت دیانند صاحب کو ہندو قانون کے یہ بنیادی اصول بھی معلوم نہ ہوئے کہ بغیر تحقیقات اور ملزم کو اپنی صفائی کا ذریعہ دینے کے لئے کسی شخص کو مار ڈالنا جائز نہیں ہے۔ اور

دوم بچار یا غور و تحقیقات ملزم کو پھانسی پر چڑھا دینے سے پہلے ہونی چاہیئے۔ نہ کہ بعد۔ کیونکہ اگر بچارا کوئی شخص بے قصور ثابت ہوا۔ مگر اسے پہلے ہی قتل کر دیا گیا۔ تو پھر اس کی تلافی کیونکر ہو سکے گی؟ اس لئے مہذب سرکار تو یہ شک ہو جانے پر بھی کہ ممکن ہے۔ یہ شخص مجرم نہ ہو۔ کسی ملزم کو پھانسی نہیں دیتی۔ اور اس اصول کو سامنے رکھتی ہے۔ کہ دس مجرموں کا پھانسی پانے سے بچ جانا۔ اس سے بدرجہا بہتر ہے۔ کہ کوئی ایک بے گناہ پھانسی پر لٹکایا جائے۔ ناظرین! یہ ہے انسانی تہذیب اور ویدک ایشور کی تہذیب میں فرق!!

یہ ہے۔ ویدک تعزیرات کہ جس میں ویدک نمونے کے سوراج میں عملدرآمد ہوگا۔ اور جس "طرز حکومت" کو قایم کرنے کے لئے ہی آریہ سماج سبھا کا وجود ظہور میں آیا ہے!

کیا اپنے وطن کا کوئی سچا خیر خواہ ایسے سوراج کی خواہش کر سکتا ہے!

لیکن یہ سخت تعجب کی بات ہے۔ کہ پنڈت رام گوپال صاحب نے اس بیسوین صدی میں اپنے مذکورہ بالا آرٹیکل میں ہندؤوں، مسلمانوں، سکھوں، جیسائیوں اور یہودیوں سے یہ اپیل کرنے کی جرات کی ہے۔ کہ وہ بھی وید آدی شاستروں میں بیان کی ہوئی طرز حکومت کو قایم کرنے کی کوشش کریں"۔ اور لکھا ہے:۔ "کہ مجھے پورا یقین ہے۔ کہ وہ اس طرز حکومت کا حال پڑھ کر خوش ہوں گے۔ اور ہندوستان میں اس طرح کی حکومت

کو قایم کرنے کی خواہ...
انسان نے و...
طرح مختلف اعلیٰ مدار...
کے لئے اس کا مطالبہ ک...
کی مذکورہ بالا ویدک سورا...
اور محفوظ رکھی جا سکتی ہے۔ لیکن...
والا کوئی بھی ہوشمند شخص "اس...
ہرگز خوش نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی...
اس طرح کی حکومت کو قایم کرنے کی...
کر سکتا ہے۔ کاش کہ ہمارے ہموطن...
دیانند صاحب کی مذکورہ بالا تعلیم کو دیکھ...
اور نہایت وحشیانہ محسوس کر سکتے ہوں جیسی
میں ہے۔ وہ بھی اس کی پورے زور سے علانیہ مذمت کر کے اسے ترک کر سکیں۔ اور ان کے جو تھا... اس بیسویں صدی میں بھی "آورش ویدک سوراج" کی پکار مچا رہے ہین۔ وہ اعلیٰ حس رکھنے والے سمجھدار لوگوں کی نگاہ میں اپنے تئیں جیسا کچھ ثابت کر رہے ہوں۔ اس کی اصلیت کو بھی محسوس کر سکیں۔

آریوں سے ایک سوال

ایک دفعہ پہلے بھی یہ سوال نور میں شایع ہوا تھا مگر کسی آریہ کو جواب کی جرات نہ ہوئی۔ اب آگاہی عام کے لئے پھر دوبارہ شایع کیا جاتا ہے۔ اگر اب بھی کسی آریہ نے جواب نہ دیا تو سمجھ لیا جائیگا۔ کہ آریوں میں کوئی عالم نہیں رہا! (ایڈیٹر)

ستیارتھ پرکاش اردو ایڈیشن چہارم کے صفحہ ۲۳۱ کے سطر ۹ میں لکھا ہے۔

"یعنی جس طرح سے کہ زمین وغیرہ جوہر خلا سے علیحدہ کبھی نہیں رہتے کیونکہ لازم و ملزوم ہیں یعنی جگہ کے بغیر کثیف جوہر کبھی نہیں رہ سکتا"

اس حوالہ کا مطلب نہایت واضح ہے۔ کہ زمین اور دوسرے جوہر (یہ فلسفہ کی اصطلاح ہے فلسفہ میں جوہر کے معنے ہیں جو قایم بنفسہ ہو کسی کی صفت وغیرہ) خلا کے بغیر نہیں رہ سکتے لیکن جو چیز کثیف ہو گی۔ وہ بغیر جگہ کے نہیں رہ سکتی خلاصہ یہ

(بقیہ مضمون بر صفحہ ۸ کالم ۳)